قصیدہ

در مدح حضرت سید الساجدین علیہ السلام

سید الشعراء مولوی سید محمد حسن سالکؔ مرحوم

ہے دھوپ چھاؤں کا عالم یہ زندگی کیا ہے
نہ سوچئے کہ ابھی کیا تھا اور ابھی کیا ہے

ہے دل میں درد تو آنکھوں میں اشکِ غم کی کھٹک
ترے غموں کی بدولت مجھے کمی کیا ہے

فریبِ حسن سے پروانے جل گئے کتنے
یہ بات شمع سے پوچھو کہ روشنی کیا ہے

ہر ایک سے تری محفل میں اجنبی بن کر
سمجھ رہا ہوں نگاہوں کی برہمی کیا ہے

دیا ہے جس کو محبت نے انتظار کا نام
گزار دوں گا اسے بھی وہ رات بھی کیا ہے

ادائے دستِ اجل ہے رضائے دوست حیات
نہ پوچھ اس کے سوا اور دوستی کیا ہے

ابھی سے ڈوب چلے ہیں ستارہائے سحر
مرے غموں کی کہانی ابھی سنی کیا ہے

ہوئے ہیں چاک کلیجے خوشی کے نشتر سے
ہنسی کو غنچے بتا سکتے ہیں ہنسی کیا ہے

نہ آئے میری نظر تک بس اب تبسمِ گل
کہ میرے اشک تو بتلا چکے ہنسی کیا ہے

نہ ٹوکنا ہمیں اے ساکنانِ دیر و حرم
بتا چکا ہے کوئی ہم کو بندگی کیا ہے

ہے ایک لذتِ بے نام کیا بتاؤں میں
وہ پوچھتے ہیں کہ دل کی شکستگی کیا ہے

قدم جما کے جو کانٹوں پہ چل چکا ہو کبھی
وہی بتائے گا دنیا کو رہبری کیا ہے

ترے جمال کی چھوٹوں سے یہ منور ہیں
وگرنہ عرش کے تاروں کی روشنی کیا ہے

یقین ہے تری محفل میں مدح گویوں کو
تری ولا کی امانت ہے یہ خوشی کیا ہے

ہیں تیرے ہاتھ کے کشتے یہ مرحب و عنتر
تری نگاہ میں تعمیر خیبری کیا ہے

ہے آج جس کی ولادت کا دن زمانے میں
علیؑ کے دل سے ذرا پوچھ یہ علیؑ کیا ہے

یہ وہ ہے جس نے دلوں پر حکومتیں کی ہیں
یہ وہ ہے جس نے بتایا غم وخوشی کیا ہے

ہے میہماں کے لئے اک مقامِ استعجاب
مگر امام کی نظروں میں بات ہی کیا ہے

نیازمندی مہماں نظر میں رکھتے ہوئے
امیر کردے ذرا میں یہ بات ہی کیا ہے